Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ڈاکٹر اختر شمار کی ادبی کالم نگاری

Literary Columns by Dr. Akhtar Shumar

راشدہ یوسف

معلمہ اردو محکمہ تعلیم پنجاب

ڈاکٹر محمد شفیق آصف

صدر شعبہ اردو وانچارج ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز اینڈ ہیومینیٹیز

یونیورسٹی آف میانوالی

محمد عمیر آصف

پی ایچ ڈی اسکالر اردو، الحمد اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

Abstract

Dr. Akhtar Shumar was originally from Multan. But for a long time he was part of lahore's academic and literary activities. He also wrote beautiful poetry. He also wrote plays for radio and television, he was also the secretary of "Halqa Arbab e Zauq". Akhtar Shumar also wrote scholarly, literary and research columns in various magazines and newspapers. Their columns are very broad in terms of topics. His literary columns cover various writers and new trends in literature. His columns show glimpses of contemporary times.

ڈاکٹر اختر شمار کی ادبی کالم نگاری کی ابتدا ملتان سے ہوئی اور روزنامہ "نوائے وقت" ملتان میں ان کا کالم "سر محفل" تسلسل سے شائع ہوتا رہا،1984ء میں جب اختر شمار لاہور منتقل ہوئے تو فلمی گیت نگاری کے ساتھ ساتھ مختلف اخبارات میں ادبی کالم بھی لکھتے رہے، اختر شمار کے ادبی کالموں کو اس لیے بھی پذیرائی حاصل ہوئی کہ ان میں معاصر ادبی صورت حال اور لاہور کا ادبی منظر نامہ ایک ساتھ نظر آتا ہے اس حوالے سے ڈاکٹر اختر شمار لکھتے ہیں:

"1984ء میں میری لاہور آمد ہوئی، فلم کے ساتھ ساتھ اخبارات میں بھی قسمت آزمائی کی، لاہور کا کشٹ مکمل ہوا تو بطور لیکچرار میری پہلی تعیناتی اسلامیہ ڈگری کالج قصور میں ہو گئی۔ اصولاً مجھے قصور شفٹ ہو جانا چاہیے تھا، مگر دل نہیں مانا مجھے ہر روز لاہور سے قصور تک کا سفر کرنا پڑتا۔ ان دنوں میں مختلف اخبارات میں بھی لکھ رہا تھا (1)"۔

جن دنوں اختر شمار لاہور میں اقامت گزین ہوئے، ان دنوں لاہور کی ادبی سرگرمیاں عروج پر تھیں۔ ادبی رسائل و جرائد کے ساتھ ساتھ مختلف قومی اور علاقائی اخبارات کے ادبی ایڈیشن اپنی بہار دکھا رہے تھے، 1980ء کی دہائی لاہور کے ادبی منظر نامے کے لیے بہت اہمیت کی حامل ہے، کیونکہ اس دور میں بڑے بڑے ادیب و شاعر لاہور کی ادبی دنیا کا حصہ تھے ریڈیو اور پاکستان ٹیلی ویژن کے ادبی پروگرام بھی اپنی شناخت رکھتے ہیں۔ پاکستان کی فلم انڈسٹری بھی جوبن پر تھی، ایسے میں اختر شمار جیسا ذہین تخلیق کار اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اپنے لیے ایک الگ منزل کا تعین کرنے میں مگن تھا۔ اس وقت کی ادبی صورت حال کو اختر شمار یوں بیان کرتے ہیں:

" دو تین اخبارات میں ادبی ایڈیشن کا نگران بھی رہا جن میں روزنامہ "پاکستان"، روزنامہ "خبریں"، اور روزنامہ "آفتاب" بھی شامل ہیں۔ لاہور سے ہفت روزہ "فیملی میگزین" کا آغاز ہوا تو پہلے شمارے سے "سوشل راؤنڈ اپ" اور "ادبی ڈائری" کی ذمہ داری محترم علی سفیان آفاقی صاحب نے میرے ذمے لگائی، اسی دوران روزنامہ "نوائے وقت" کے ادارتی صفحات پر بھی "حسب حال" کے نام سے کالم شروع کیا۔ یہ غالباً 1992ء کا زمانہ ہے۔"(2)

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اختر شمار نے "حسب حال" کے بعد "بے لاگ" کے عنوان سے کالم نگاری شروع کی ، اس کے علاوہ فلمی صفحے پر "ٹی وی ٹاک" کے نام سے ٹی وی پروگراموں کے بارے میں بھی تجزیہ نما کالم لکھتے رہے۔ بعد ازاں روزنامہ پاکستان میں ٹی وی پروگراموں کے حوالے "سکرین" کے نام سے کالم نگاری کی، اس کے علاوہ مجیب الرحمن شامی کے ہفت روزہ "زندگی" میں بھی کالم لکھتے رہے۔

اختر شمار نے مختلف اوقات میں لاہور کے معروف اخبارات میں کالم نگاری کی، ان کا جب روزنامہ "خبریں" سے تعلق پیدا ہوا تو ادبی ایڈیشن کی نگرانی کے ساتھ ساتھ "خبریں" اور پنجابی اخبار "خبراں" کے لیے کالم لکھے۔ روزنامہ "ایکسپریس" میں بھی مختلف موضوعات پر لکھتے رہے، ایک بار پھر نوائے وقت میں "واللہ علم" کے نام سے کالم نگاری کے جوہر دکھائے، اس طرح انھوں نے روزنامہ دنیا میں اپنی کالم نگاری کے ذریعے بہت پذیرائی حاصل کی۔ جہاں تک اختر شمار کے کالموں کے موضوعات کا تعلق ہے تو انھوں نے زندگی کے بہت سے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے تاہم ان کے ادبی کالموں کا ایک منفرد اسلوب ہے۔

اختر شمار رقم طراز ہیں:

"میں لاہور کے مختلف اخبارات و جرائد میں ادبی حوالے سے لکھی جانے والی اپنی ساری تحریریں تو سنبھال نہیں سکا پھر بھی کچھ مواد محفوظ رہ گیا ہے۔ کچھ عرصہ قبل میں پرانی تحریروں کا ریکارڈ دیکھ رہا تھا کہ ادبی کالموں پر نگاہ پڑی، پڑھنا شروع کیا تو وہ سارا زمانہ آنکھوں میں آ گیا۔ سوچا یہ کالم تو ایک دور کی ادبی تاریخ ہے کیوں نہ اسے محفوظ کر دیا جائے۔ بس یہی سوچ کر وہ ساری تحریریں زیر نظر کتاب "لاہور کی ادبی ڈائری" میں شامل کر دی گئی ہیں۔" (3)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اختر شمار کے یہ تمام کالم ادبی تاریخ کے مختلف گوشوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں، وہ ان کالموں میں نہ صرف لاہور کی ادبی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہیں بلکہ وہ اس عہد میں اردو ادب کے تخلیقی سفر کی تاریخ بھی قلم بند کرتے ہیں، اختر شمار کے کالموں میں موجود ادبی چاشنی قاری کو اپنی جانب متوجہ کرتی ہے۔ اختر شمار کا غیر جانبدارانہ رویہ ان کے تمام کالموں میں نظر آتا ہے علاوہ ازیں جب وہ ادبی ستاروں اور معروف ادبی شخصیات کے بارے میں لکھتے ہیں تو بہت سے ادبی چہرے ان کی ان تحریروں میں جھلملاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اخبارات میں شائع ہونے والے کالموں اور ادبی تحریروں کی زندگی بہت کم ہوتی ہے، تاہم اختر شمار کے کالم اپنی ہمہ گیریت او رموضوعات کے تنوع کی وجہ سے اپنی ایک الگ ادبی شان رکھتے ہیں، اور پھر اہم ادبی کالم کتابی صورت میں کرنے کے بعد ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گئے ہیں۔

اختر شمار کا اسلوب دلکش اور ادب و تہذیب کا آئینہ دار ہے انھوں نے ادب اور ادیبوں کو اپنے کالموں کا موضوع بنایا ہے وہ لاہور کی ادبی سرگرمیوں کے علاوہ لاہور میں مقیم ادباء و شعرا کو اپنے کالموں میں پیش کرنے کے علاوہ مرحوم ادباو شعرا پر بھی کالم لکھتے ہیں۔ مرحوم ادباء و شعراء میں سے منیر نیازی، اظہر جاوید، قتیل شفائی، دلدار پرویز بھٹی کے حوالے سے یادگار کالم تحریر کیے ہیں۔ منیر نیازی صاحبِ کمال شاعر تھے، ان کی شاعری اپنی انفرادیت کی وجہ سے زبان زد عام ہے۔

اختر شمار منیر نیازی پر لکھے گئے اپنے کالم میں رقم طراز ہیں:

"منیر نیازی واقعتاً ایک ایسا شاعر تھا جو سر سے پاؤں تک شاعر بھی لگتا تھا اور اس کا مزاج بھی شاعرانہ تھا، اس کی شاعری، جملے، چٹکلے، شاید ہی فراموش کیے جا سکیں، وہ ایک نازک طبع حساس اور غیرت مند شخص تھا۔ وہ اندر باہر سے یکساں خوبصورت تھا، اس کی معصومیت اور سادگی سب پر عیاں تھی، اس نے لاہور جیسے شہر میں بغیر لابی اور ادبی گروپنگ کے زندگی بسر کر دی۔"(4)

اختر شمار کا یہ کالم منیر نیازی کی فنی زندگی کا اجمالی خاکہ پیش کرتا ہے۔ اختر شمار کی کالم نگاری کا یہ کمال ہے کہ وہ کم لفظوں میں زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کرتے ہیں، انھوں نے منیر نیازی کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس میں منیر نیازی کی عملی اور تخلیقی زندگی کے بہت سے گوشے سامنے آتے ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اظہر جاوید معروف شاعر اور صحافی تھے۔روزنامہ "امروز" لاہور سے طویل عرصہ تک وابستہ تھے۔وہ روزنامہ "امروز" لاہور کے ادبی ایڈیشن "قسمت علمی وادبی" کے نگران بھی رہے،اس کے علاوہ معروف ادبی رسالہ " تخلیق " کے مدیر بھی تھے۔اظہر جاوید لاہور کی ادبی سر گرمیوں کے روح رواں بھی تھے۔انھوں نے لاہور کی ادبی اور ثقافتی زندگی میں بھر پور کردار ادا کیاان کے بارے میں اختر شمار اپنے کالم میں لکھتے ہیں:

" اظہر جاوید کا تعلق سر گودھا سے تھالیکن ایک مدت سے وہ لاہور میں مقیم تھے۔وہ ایک "کل وقتی "صحافی تھے،روزنامہ "امروز "لاہور کے بند ہونے تک آپ اس سے وابستہ رہے۔ان کے دور میں "امروز "کا ادبی ایڈیشن بہت مقبول ہوتا تھا۔اس دوران آپ امروز سے نکالے بھی گئے لیکن بے روزگاری کے دنوں میں بھی ان کی وضع داری، دوستوں سے محبت اور استقامت میں فرق نہ آیا۔ادبی ایڈیشن اور میگزین کی نگرانی اور ایک ادبی پرچے کی ادارت کے باوجود انھوں نے کبھی "سیلف پروجیکشن" کی طرف توجہ نہ دی۔اپنا واحد شعری مجموعہ "غم عشق اگر نہ ہوتا" بھی انھوں نے صفدر حسین اور دیگر دوستوں کے بے حد اصرار پر ابھی چند سال قبل شائع کروایا تھا کچھ یہی حال ان کی پنجابی کہانیوں کا بھی تھا جو جمیل پال نے اصرار پر نہ صرف لکھوائیں بلکہ بعد ازاں کتابی صورت میں بھی چھاپ دیں۔"(5)

اظہر جاوید ایک خوبصورت انسان تھے۔وہ دوستوں اور اپنے احباب کی عزت افزائی کر کے خوشی محسوس کرتے تھے،علاوہ ازیں نوجوان ادیبوں اور شاعروں کی ہمہ وقت حوصلہ افزائی کرتے،ان کی نگارشات کو بڑے اہتمام سے " تخلیق " میں شائع کرتے تھے۔شعبہ صحافت اور اردو رسائل کے مدیر ہونے کے باوجود ذاتی تشہیر سے ہمیشہ گریز کرتے رہے۔ان کی ذات کے یہی اوصاف ان کے بڑے پن کی دلیل ہیں۔

قتیل شفائی اردو شاعری کا ایک معتبر نام ہے،انھوں نے اپنی خوبصورتی شاعری اور بالخصوص اپنی غزل اور گیتوں کی وجہ سے پوری دنیا میں اپنا نام روشن کیا۔

دنیا میں قتیل اس سا منافق نہیں کوئی
جو ظلم تو سہتا ہے بغاوت نہیں کرتا

وہ میرا دوست ہے سارے جہاں کو ہے معلوم
دغا کرے وہ کسی سے تو شرم آئے مجھے

قتیل شفائی ایک منفرد اور ممتاز شاعر ہونے کے ساتھ ایک مجلسی انسان بھی تھے اس کے دوست احباب کا حلقہ بہت وسیع تھا وہ برصغیر کے علاوہ پوری دنیا میں مشاعرے پڑھنے جایا کرتے تھے ان کے اپنے عہد کے تمام نامور ادباء و شعراء سے ذاتی تعلقات تھے،اس لیے قتیل شفائی کے گھر میں بھی ادبی محفلیں برپا ہوتی تھیں، قتیل شفائی ممتاز شاعر اور افسانہ نگار احمد ندیم قاسمی کے ہمسائے بھی تھے لہٰذا ان کے ساتھ بھی قتیل شفائی کے محبت آمیز مراسم تھے۔اختر شمار قتیل شفائی کی یادوں کو یوں تازہ کرتے ہیں۔

" لاہور اور گرد نواح کے مشاعروں کے علاوہ مجھے بھارت میں بھی ان کے ساتھ مشاعرے پڑھنے کا اعزاز حاصل ہوا۔آپ قطعاً ایک سچے، کھرے اور دردمند شاعر تھے۔میں نے بعض اخبارات کے ادبی ایڈیشنوں اور اپنے ادبی پرچے کے لیے ان کے کئی انٹرویوز کیے آخری انٹرویو کا اعزاز بھی مجھے حاصل ہے،جو میں نے ان کے ایام علالت کے دوران "بجنگ آمد" میں شائع کیا۔اس نشست میں ان کی رہائش گاہ پر احمد راہی،اور احمد ظفر مرحومین کے علاوہ جناب اظہر جاوید اور صفدر حسین بھی تھے۔"(6)

اختر شمار ایک عمدہ شاعر و ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بے باک صحافی اور کالم نگار ہیں۔وہ اپنے کالموں میں ادیبوں کی سر گرمیوں کے ساتھ معاصر ادبی صورت حال کو بھی زیر بحث لاتے ہیں،تاہم ان کا نقطہ نظر ہمیشہ استدلالی ہوتا ہے احمد فراز اردو ادب کا معتبر ترین نام ہے وہ جس قدر عمدہ شاعر تھے اسی طرح وہ اپنے ترقی

پسندانہ منظومات کی وجہ سے متنازعہ بھی رہے ہیں، احمد فراز کو جب نیشنل بک فاؤنڈیشن کی ملازمت سے برطرف کیا گیا تو اختر شمار نے ایک بھرپور کالم تحریر کیا جس میں انھوں نے احمد فراز کی برطرفی کی اصل وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'' بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے احمد فراز نے کہا ہے کہ انھیں بڑھاپے اور خرابی صحت کا بہانہ بنا کر ملازمت سے الگ کیا گیا ہے، حالانکہ وہ '' چنگے بھلے '' لگتے ہیں۔ کئی میل روزانہ پیدل چلتے ہیں اور کئی گھنٹے دفتر میں کام کرنے کے بعد شام کو حسب معمول دوستوں کے ساتھ گپ شپ کرتے ہیں۔ احمد فراز نے یہ بھی کہا کہ انہیں فارغ کرنے کے لیے ہلچل، گزشتہ چھ ماہ سے ہو رہی تھی، اب تو محض بہانہ بنایا گیا ہے، اصل وجہ ان کے حکومتوں کے خلاف دیئے گئے انٹرویوز ہیں، یاد رہے کچھ عرصہ قبل احمد فراز نے مارشل لائی حکومت کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا تھا۔"(7)

اس میں شک نہیں کہ احمد فراز ایک عظیم شاعر اور بے باک انسان تھے انھوں نے ہمیشہ جمہوری قوتوں کا ساتھ دیا۔ انھیں محض اپنا نقطہ نظر بیان کرنے پر برطرف کرنا ایک بہت بڑی زیادتی تھی۔ احمد فراز جیسے ادبا وشعرا پاکستان کا ادبی چہرہ ہیں ان کی جس قدر پذیرائی کی جائے کم ہے۔

معروف گلوکار، اداکار، اور کالم نگار عنایت حسین بھٹی اپنی ذات میں انجمن تھے، وہ گجرات جیسے مردم خیز خطے میں پیدا ہوئے اور موت کے بعد اپنے آبائی علاقے میں دفن ہوئے۔ عنایت حسین بھٹی کی فنکارانہ صلاحیتوں کا ایک زمانہ معترف ہے، انھوں نے اپنے خوبصورت پنجابی گیتوں کی وجہ سے پوری دنیا میں شہرت حاصل کی، اس کے علاوہ وہ ایک خوبصورت اداکار بھی تھے۔ پاکستان میں تھیٹر اور فلم کو انھوں نے جو شہرت عطا کی وہ انھیں کا حصہ تھا۔ عنایت حسین بھٹی کے گائے ہوئے قومی اور ملی نغمے پاکستانی قوم کے دلوں میں حب الوطنی کا جذبہ جگانے کا باعث بنے، اختر شمار نے اپنے کالم میں اس عظیم فنکار کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

''عنایت حسین بھٹی نے اداکاری، گلوکاری اور فلم سازی کے علاوہ خطابت اور کمپیئرنگ کے جوہر بھی دکھائے، ٹیلی ویژن پر "بھٹی داڈیرا" آباد کیا۔ کئی فنکاروں کو بھی اسی ڈیرا سے شہرت ملی۔ کئی فنکاروں کو فلموں میں متعارف کرایا۔ سیاست کا شوق بھی انھیں بے چین رکھتا کہ وہ انسان کو خوشحال اور پرسکون دیکھنے کے تمنائی تھے، وہ اپنے فن کے ذریعے ارد گرد کی ناہمواریوں کو دور کرنا چاہتے تھے، فلمی دنیا کو خیرباد کہنے کے بعد آپ نے روزنامہ پاکستان میں "چیلنج" کے نام کالم بھی لکھے۔ ان کے کالموں میں ان کا سیاسی شعور، ان کا نظریہ، لوگوں سے ہمدردی اور دردمندی جھلکتی تھی۔"(8)

عنایت حسین بھٹی بلاشبہ ایک بہت بڑے فنکار تھے انھوں نے میاں محمد بخشؒ، وارث شاہؒ، سلطان باھوؒ اور بابا فریدؒ کے عارفانہ کلام گا کر عوام کے دلوں کو منور کیا۔ کوئی زمانہ تھا کہ لاہور فلمی دنیا کا درجہ رکھتا تھا۔ ستّر اور اسّی کی دہائی میں لاہور کی فلمی دنیا میں یادگار فلمیں دیں۔ اسی طرح موسیقی، آرٹ اور فنون لطیفہ کے دیگر شعبوں میں اس شہر بے مثال کی ایک اپنی پہچان تھی۔ اختر شمار چونکہ خود لاہور کی ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز رہے ہیں لہٰذا ان کے بیشتر کالموں میں اس حوالے سے اکثر خوبصورت مواد اور معلومات میسر آتی ہیں۔ اختر شمار جب لاہور کی فلم انڈسٹری کے ماضی میں جھانکتے ہیں تو ایک اہم نام ریاض شاہد مرحوم کا سامنے آتا ہے۔ وہ آج بھی اس بات کے تمنائی ہیں کہ پاکستان کی فلم انڈسٹری کو کوئی ریاض شاہد مرحوم جیسا ہمہ جہت شخص میسر آجائے لہٰذا وہ اپنے کالم "فلمی صنعت نئے ریاض شاہد کی تلاش میں "ایسے قلم کار، ہدایت کار اور فلم ساز کی ضرورت محسوس کرتے ہیں جس میں ریاض شاہد جیسی خصوصیات موجود ہوں۔

لہٰذا وہ رقم طراز ہیں:

''کیا آج مسائل کے حوالے سے، امن و یکجہتی کے موضوعات لوگوں میں عام کرنے کی ضرورت نہیں، آپ کب تک کمرشل زندگی کو ہی سب کچھ سمجھتے رہیں گے۔ اس موثر میڈیا سے کوئی بامقصد تخلیق بھی پیش کی جانی چاہیے جسے سے آنے والے زمانے آپ کا نام بھی فلم کی تاریخ میں لکھا جائے گا، آج ریاض شاہد جیسے تخلیق کار کی ضرورت ہے۔ کوئی نیا ریاض شاہد جو اس قوم کے دلوں میں وطن کی محبت کا نیا جوش اور نیا ولولہ بیدار کر سکے۔؟"(9)

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ادب انسانی زندگی کا ترجمان ہے اور انسانی زندگی کا کوئی بھی پہلو ایسا نہیں جو ادب کے زمرے میں نہیں آتا، کوئی زمانہ تھا کہ فلم، ٹی وی اور ریڈیو ادب کی ترویج وترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں اور اسی ادبی رسائل و جرائد کے ساتھ اخبارات کے ادبی ایڈیشن بھی ادب کی تعمیر وترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔اس کے ساتھ ساتھ ادباءوشعراکے ذاتی رویے بھی ادب سے ہم آمیز ہونے کی وجہ سے معیاری ادب کی تخلیق کا سلسلہ زور وشور سے جاری تھا مگر عہد موجود میں کمرشل ازم نے خالص ادب کے تخلیقی عمل کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے، ٹی وی جو ادب کی ترویج کا اہم ادارہ تھا، وہ بھی اب خاموش ہے، ایک تو ادبی پروگرام ویسے ہی ختم کر دیئے گئے ہیں اور اگر کوئی پروگرام نشر ہوتا بھی ہے تو اس کا معیار بھی اس قدر پست ہو گیا ہے کہ اس کا ادب اور ادیبوں کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔اختر شمار ادب کی اس ناقدری اور نظر اندازی کو ایک حساس ادیب کی حیثیت سے محسوس کرتے ہیں لہٰذا اس ضمن میں وہ اپنے کالم میں لکھتے ہیں:

"اگر ٹیلی ویژن پر سارا سارا دن کرکٹ دکھائی جا سکتی ہے۔ فلمی اداکاروں، گلوکاروں کے لیے ہر سہ ماہی میں باقاعدہ پروگرام شیڈول کیے جا سکتے ہیں تو ادب کے شعبے کو نظر انداز کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ کیا ادیبوں، شاعروں، دانشوروں کے لیے نئے نئے پروگرام شروع نہیں کیے جا سکتے.... کسی خاص دن کے موقع پر یا کسی تہوار پر ایک آدھ مشاعرہ رات گئے پیش کر دینے سے ادب کی نمائندگی نہیں ہو سکتی............آپ ہر ہفتے ادبی پروگرام ان اوقات میں پیش کریں جب اکثریت ٹی وی کے سامنے ہوتی ہے۔اس طرح ملک بھر کے اہل قلم کا دیرینہ مطالبہ بھی پورا ہو جائے گا اور تمام نظر انداز ہونے والے ادیبوں، شاعروں کی نمائندگی بھی ہو جائے گی۔"(10)

اکادمی ادبیات پاکستان ادیبوں اور شاعروں کی فلاح و بہبود اور ادب کے فروغ کے لیے قائم کیا گیا ایک قومی ادارہ ہے، اس کا مرکزی دفتر اسلام آباد میں ہے، پاکستان کے چاروں صوبوں کے علاوہ ملتان میں بھی اس کا علاقائی دفتر ہے، عصری ادب کے فروغ کے سلسلے میں اکادمی ادبیات پاکستان "ادبیات" کے نام سے ایک سہ ماہی رسالہ بھی شائع کرتی ہے جس میں ادباءوشعراء کی تازہ نگارشات بہت اہتمام سے شائع کی جاتی ہیں۔"ادبیات" کے اب تک بہت سے خصوصی نمبر بھی شائع ہو چکے ہیں علاوہ ازیں اب تک اکادمی ادبیات نے متعدد ادبی کانفرنسز کا اہتمام بھی کیا ہے، جن میں ملک بھر سے نمائندہ ادباوشعرا کو بھی مدعو کیا جاتا رہا ہے۔ مختلف حکومتوں کے دوران اکادمی ادبیات پاکستان کے مختلف سربراہان رہے ہیں، لہٰذا اکادمی ادبیات پاکستان کی پالیسیوں میں بھی تبدیلیاں آتی رہی ہیں جن سے ادیبوں کو اختلاف بھی رہا ہے اس حوالے سے اختر شمار لکھتے ہیں:

"ادیبوں کی فلاح وبہبود کے لیے اکادمی ادبیات پاکستان موجود ہے، مگر ملک میں کسی طرح بھی ادیبوں کی فلاح وبہبود نظر نہیں آتی۔آج بھی ادیب وشاعر کی معاشرے میں کوئی عزت نہیں ہے۔لوگ ادیبوں کو فضول مخلوق سمجھتے ہیں اگر سرکاری سطح پر انہیں کوئی مقام حاصل نہیں، سو ان کی فلاح وبہبود کے لیے بنائے گئے ادارے نے بھی ادیب کی معاشرے میں عزت بڑھانے میں تاحال کوئی کردار ادا نہیں کیا۔"(11)

ادب انسانی زندگی کی ترجمانی کرتا ہے اور ادب کی تخلیق میں ادباءوشعراء اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں، ادب اور ادیب کی انسانی معاشرے میں کیا اہمیت ہے، اور ادب کی تخلیق کے کیا محرکات ہیں؟ اس حوالے سے اکثر وبیشتر سوالات اٹھائے جاتے ہیں۔علاوہ ازیں ان موضوعات اور رجحانات کے حوالے سے مختلف تقریبات اور نشستوں کا اہتمام وانصرام بھی کیا جاتا ہے، اختر شمار بھی ادب اور ادبی ماحول کے بارے میں اپنا ایک خاص نقطہ نظر رکھتے ہیں لہٰذا وہ ایسی نشستوں میں نہ صرف خود شریک ہوتے ہیں۔

اس حوالے سے ایک کالم میں لکھتے ہیں:

" گذشتہ دنوں یہ سب باتیں ایک نشست میں ہمیں سننے کو ملیں، ادب اور ادبی ماحول کو بحث میں لایا گیا۔اس نشست کا اہتمام فرحت شاہ نے کیا۔ ہمیں تو اس وقت علم ہوا جب ایک خوبصورت آراستہ ڈرائنگ روم میں نوجوان ادیب ہمارے سامنے موجود تھے اور ممتاز نقاد اور شاعر ڈاکٹر وزیر آغا نوجوانوں سے گفتگو کر رہے ہیں۔ڈاکٹر وزیر آغا سے تقریباً بارہ سال بعد ملاقات ہوئی۔، وہ نوجوان ادیبوں کو مطالعے اور ریاضت کی تلقین کر رہے تھے ادبی ماحول پر بہت سی باتیں ہوئیں نئی نسل کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ بزرگوں کے فرائض بھی زیر بحث آئے۔"(12)

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اس نشست میں نئی نسل کے ادباء وشعراء اور پرانی نسل کے ادیبوں کا مابین پیدا ہونے والی خلیج پر گفتگو ہوئی۔ نوجوانوں کو بزرگوں کی جانب سے حوصلہ افزائی نہ کرنے کا گلہ تھا جب کہ بزرگ اپنے اپنے مسائل سے دوچار نظر آتی ہے ایسے میں دونوں نسل کے ادیبوں کے مابین خوشگوار مکالمے کی فضا پیدا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

اختر شمار راولپنڈی کے قصبے "سہال" میں پیدا ہوئے تاہم ان کا بچپن اور جوانی کے ابتدائی دن ملتان میں بسر ہوئے، اسی لیے بے مثال شہر میں انھوں نے اپنے تعلیمی اور ادبی مراحل طے کیے۔ اختر شمار لاہور جانے سے قبل ملتان کی ادبی سرگرمیوں کا مرکز و محور تھے "نوائے وقت" ملتان میں کالم نگاری کے ساتھ ساتھ اپنی منفرد شاعری کی بدولت ملتان کے ادبی حلقوں میں ہر دل عزیز سمجھے جاتے تھے، ملتان ہی سے ان کا سب سے پہلا شعری مجموعہ "روشنی کے پھول" ان کے دوست اور ممتاز شاعر اطہر ناسک نے 1985ء میں یونیورسٹی رائٹرز فورم کے تحت شائع کیا۔ ملتان میں اختر شمار نے "کاروان ادب" کے پلیٹ فارم سے ادبی تقریبات اور مشاعرے منعقد کروائے، اس اعتبار سے دیکھا جائے تو اختر شمار اور ملتان لازم و ملزوم ہیں لہٰذا اپنے ایک کالم میں رقم طراز ہیں:

''ملتان ایک ایسا شہر ہے جہاں اردو شاعری کے اہم ترین شاعر موجود ہیں، ملتان کی اردو غزل ملکی سطح پر اپنی پہچان آپ ہے۔ اسلم انصاری، اقبال ارشد، حسین سحر، انور جمال، ممتاز اطہر، غلام حسین ساجد، ڈاکٹر محمد امین اردو شاعری میں اپنے اپنے لہجے میں اہم نام ہیں۔ نوجوانوں میں کئی نام قابل ذکر ہیں جن میں رفعت عباس، رضی الدین رضی، سلیم ناز، نوازش علی ندیم، شفیق آصف، کوثر ثمرین، خالد اقبال، عباس ملک اور کئی دوسرے اچھی شاعری کر رہے ہیں۔"(12)

اختر شمار کے کالموں میں عصری ادبی صورت حال کے علاوہ اردو ادب کی روایت اور ارتقاء کی جھلکیاں بھی موجود ہیں، وہ ادب سے مکمل طور پر Committed تخلیق کار ہیں ان کے ادبی کالموں کے ذریعے ہم ان کی ادبی شخصیت کی سرگرمیوں کو بھی دیکھ سکتے ہیں، ان کے کالموں میں ادیبوں اور شاعروں کی اصل تصویریں بھی نظر آتی ہیں۔ وہ بار بار یہ سوال بھی اٹھاتے ہیں کہ ادیب و شاعر جو کچھ لکھتے ہیں، ان کی شخصیت بھی ویسی ہی ہونی چاہیے لیکن اختر شمار جب ادباء وشعرا کے قول وفعل میں متضاد رویوں کے بارے میں بھی قلم اٹھاتے ہیں، اختر شمار ادیبوں اور شاعروں کے ظاہر اور باطن کو ایک جیسا دیکھنے کے تمنائی ہیں ان کے نزدیک ایک فن کار سچا اور کھرا انسان ہوتا ہے وہ مصلحت پسندی سے کوسوں دور ہوتا ہے، وہ منافقت کی بجائے حق و صداقت کا علم بلند کرتا ہے لہٰذا وہ لکھتے ہیں:

''ادیب کا کام اگرچہ تبلیغ واصلاح نہیں لیکن اس کے باوجود ہمیشہ انسانوں پر اثر انداز ہو کر ان کی تہذیب و تربیت کرتا ہے اس وقت بھی "ادب برائے زندگی" کے اصول کو زیادہ تسلیم کیا جاتا ہے اس اصول کے ماننے والے آج بھی اپنے قلم کاروں سے توقع رکھتے ہین کہ فن سے زندگی اور اس کے ارد گرد کے مسائل حل کرنے کی کوشش کی جائے قلم کار ایسے مسائل حل کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے مگر وہ زندگی کے مسائل کا حل ضرور پیش کرتا ہے اور زندگی کے مثبت پہلوؤں کو اجاگر کر کے ایک پر امن خوشحال او ر پر سکون معاشرے کی بنیاد ڈالنے کے لیے راہ ہموار کرتا ہے۔"(13)

اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ادیب و شاعر اپنے افکار کی بدولت معاشرے میں تبدیلی لانے کا باعث بنتا ہے ادیبوں اور شاعروں نے اپنے افکار سے سوئی ہوئی قوموں کو بیدار کیا ہے اس ضمن میں حضرت علامہ محمد اقبال کی مثال ہمارے سامنے ہے، انھوں نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن کا خواب دیکھا جسے قائد اعظم محمد علی جناح نے تعبیر سے ہم کنار کیا۔ ایک ادیب اور شاعر اپنے چند لفظوں سے لوگوں کے دلوں میں جو جذبہ پیدا کر سکتا ہے وہ شاید کوئی مبلغ بھی نہ پیدا کر سکے ۔اس لیے اختر شمار ادبا وشعرا کی مثبت سرگرمیوں کو زیر بحث لا کر معاشرے میں خوبصورتی اور توازن کے ساتھ دیکھنے کے خواہاں ہیں لہٰذا وہ رقم طراز ہیں:

''ایک ادیب اور شاعر کو اپنی تخلیقات میں سچائی اور محبت و ہمدردی کا درس دینے کے ساتھ اس کی ذاتی زندگی اور کردار میں بھی یہ صفات موجود ہونی چاہئیں۔ اگر شاعر کا کردار اور شخصیت اس کے فن سے مطابقت نہیں رکھتی تو یہ سراسر منافقت اور بددیانتی ہوگی اسی حوالے سے اگر ہم آج اپنے ادب اور ادیب پر نظر ڈالیں تو افسوس ہوتا ہے۔"(14)

Vol.6 No.4 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

اختر شمار کے کالموں میں خود احتسابی کا رویہ بھی جا بجا ملتا ہے وہ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں، کہ وہی فنکار معاشرے میں تبدیلی لا سکتا ہے جو خود احتسابی کے عمل سے گزرتا ہے، جو فن کار اپنی خوبیوں اور خامیوں سے واقف نہیں ہے وہ معاشرے میں کسی بھی طور اپنا کردار ادا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اختر شمار اپنی تخلیقی نگارشات کی طرح اپنے کالموں میں بھی تعمیر کے قائل نظر آتے ہیں

حوالہ جات

1۔ اختر شمار، ڈاکٹر (حرف چند) لاہور کی ادبی ڈائری (لاہور: الفیصل، 2014ء)، ص50

2۔ ایضاً،

3۔ اختر شمار، ڈاکٹر، روزنامہ نوائے وقت، لاہور، (8 جنوری 2007ء)

4۔ ایضاً، 21 فروری 2012ء

5۔ اختر شمار، ڈاکٹر، روزنامہ ایکسپریس، لاہور، 2 اکتوبر 2005ء

6۔ اختر شمار، ڈاکٹر، روزنامہ خبریں، لاہور، 3 جولائی 2005ء

7۔ اختر شمار، روزنامہ پاکستان، لاہور، 5 جون 1999ء

8۔ اختر شمار، روزنامہ پاکستان، لاہور 27 مئی 1999ء

9۔ اختر شمار، روزنامہ پاکستان، لاہور 15 مئی 1991ء

10۔ اختر شمار، فیملی میگزین، لاہور، ۲۴ مئی 1994ء

11۔ اختر شمار، فیملی میگزین، لاہور 8 مارچ 1999ء

12۔ اختر شمار، فیملی میگزین، لاہور، 22 جنوری 1995ء

13۔ اختر شمار، روزنامہ مشرق، لاہور 21 دسمبر 1990ء

14۔ اختر شمار، روزنامہ مشرق، لاہور 21 دسمبر 1990ء